حیات ونزولِ مسیح علیہ السلام

مولانا عبیداللہ سندھی اور حضرت شاہ ولی اللہ

ڈاکٹر علامہ خالد محمود (لندن)
مرسلہ: حافظ ظہیر احمد

مولانا عبیداللہ سندھی (۱۳۶۴ھ) شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن کے نام ور شاگرد اور معروف علماء دیو بند میں سے تھے جس طرح انگریز حکومت نے اپنے سیاسی استحکام کے لیے شیخ الہند کو کئی سال مالٹا کی قید میں رکھا، اسی طرح ان کے شاگرد مولانا عبیداللہ کو ہندوستان سے اکیس سال کی جلاوطنی میں رکھا۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ انگریز کی نظر میں مولانا عبیداللہ سندھی کوئی محض جذباتی مقرر اور کوئی سطحی درجے کے سیاست دان نہ تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ مولانا کی علومِ اسلامی میں گہری پختگی اور حضرت شاہ ولی اللہ سے گہری عقیدت اور قوموں کی سیاسی انقلابات پر گہری نظر واقعی اس درجے کی ہے کہ اہل ہند اس مجمع البحرین شخصیت کی قیادت میں آزادئ ہند کی کامیاب جنگ لڑ سکتے ہیں۔ انگریز حکومت کو ان سے ہی خطرہ انقلاب تھا جس نے مولانا عبیداللہ سندھی کو امام انقلاب کا لقب دیا کہ ان کے عہد جلاوطنی میں جس نے بھی ان کا کہیں ذکر کیا، امام انقلاب کا لفظ ان کے نام کا دوسرا جزو بن گیا۔ مولانا کی جلاوطنی کے دور میں عالمی حالات کچھ اس طرح بدلے کہ دوسری جنگ عظیم کے خاتمہ پر یورپ اپنی نوآبادیات سے پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گیا۔ ادھر ہندوستان آزاد ہونے کے مرحلے میں تھا کہ مولانا کی جلاوطنی کا دور ختم ہو گیا اور وہ اپنے وطن واپس تشریف لائے۔

اتنا طویل عرصہ اپنے ملک، اپنی سوسائٹی، اپنے مدارس اور اپنی خانقاہوں سے دور رہنے کے باعث ہر انسان کے علم وعمل اور اس کی نظر وفکر میں کچھ فرق ضرور آ جاتا ہے لیکن مولانا عبیداللہ سندھی کی نسبت اور عقیدت دارالعلوم دیو بند سے اسی طرح قائم رہی جیسی کہ جلاوطنی سے پہلے تھی۔ آپ جلاوطنی سے رہائی پانے کے بعد سیدھے دیو بند پہنچے اور پہنچتے ہی جامع مسجد دیو بند میں حجۃ اللہ البالغہ کا درس دیا۔ حکیم الاسلام قاری محمد طیب قاسمی صاحب حجۃ اللہ کی عبارت پڑھتے تھے اور مولانا عبیداللہ سندھی اس پر تقریر کرتے تھے۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ اپنے علماء سے اتنے طویل عرصہ کی جدائی کے باوجود آپ کی حضرت شاہ ولی اللہ سے وہی عقیدت رہی جو پہلے تھی، حضرت شیخ الہند سے وہی نسبت رہی جو پہلے تھی اور تصوف سے وہی وابستگی رہی جو پہلے تھی۔

آپ اپنے دورِ جلاوطنی میں افغانستان اور ترکی میں بھی رہے۔ وہاں بھی آپ نے اپنے اساتذہ دیوبند کی برتری اور ان سے وابستگی کی ہی اشاعت کی۔ پھر آپ جب حجاز میں رہے تو وہاں بھی آپ کی کوشش یہی رہی کہ علمائے حجاز کو حنفیت کے بارے میں راہِ اعتدال پر لایا جائے۔ آپ کے عقیدہ میں یہ راہِ اعتدال حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے میسر آئی۔ اپنے پورے دورِ جلاوطنی میں آپ کی عقیدت علماء دیوبند سے محدثین دہلی سے اور فقہ حنفی سے سرمو بھی کمزور نہ ہوئی۔ آپ کی اپنی ایک تحریر ملاحظہ فرمائیں:

> ''ہمارے اساتذہ علماء دیوبند شاہ عبدالعزیزؒ کے شاگردوں کے شاگرد ہیں۔ ہم نے ان کا طریق نہایت تحقیق سے حاصل کیا۔ ہم افغانستان اور ترکی میں رہے۔ فقہائے حنفیہ میں اپنے مشاہیر سے بہتر عالم کہیں نظر نہ آئے۔ اس کے بعد ہم حجاز میں رہے۔ جہاں حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی موجود ہیں اور حنابلہ کی حکومت ہے وہاں حنفیہ کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا مگر ہم نے جب اپنا تعارف شاہ ولی اللہؒ کے طریقے سے کرایا تو علماء حرمین کو ہمارے مسلک سے کوئی خصومت نہ رہی۔'' (ماہنامہ ''الفرقان لکھنؤ'' ''شاہ ولی اللہ نمبر'')

اس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ اپنے مختلف ادوار میں اپنے دیوبند کے مسلک سے سرمو نہ ہٹے تھے اور حضرت شاہ ولی اللہ سے ان کی عقیدت آخر عمر تک وہی رہی جس کو ساتھ لے کر آپ اپنے دور میں ایک اسلامی انقلاب برپا کرنا چاہتے تھے۔ اس صورت حال میں یہ تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کہ آپ حضرت شاہ ولی اللہ کی اس آخری وصیت سے بے خبر رہے ہوں۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ محدث دہلوی لکھتے ہیں:

> ''در حدیث شریف آمدہ است ''من ادرک منکم عیسیٰ بن مریم فلیقرأہ منی السلام'' ایں فقیر آرزوئے تمام دارد اگر ایام حضرت روح اللہ دریابد اول کسیکہ تبلیغ سلام کند من باشم۔''
>
> (الوصیت ص نمبر ۱۲۱، ملحق او اخر عقد الجید مترجم)
>
> ترجمہ: حدیث میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم میں سے جو عیسیٰ بن مریم کا وہ دور پائے تو وہ آپ کو میری طرف سے سلام کہے۔ اس فقیر (ولی اللہ) کی آرزو ہے کہ اگر وہ حضرت روح اللہ کے اس دور کو پائے تو پہلا میں ہوں گا جو انھیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچائے گا۔

اگر مولانا عبیداللہ سندھی اس عقیدہ میں اپنے اسلاف کے خلاف ہوگئے ہوتے تو آپ کا ان سے یہ اختلاف سرِ عام شہرت پاتا، اس کے برعکس ہم دیکھتے ہیں کہ آپ آخر تک حضرت شاہ ولی اللہ سے اپنی اسی عقیدت پر قائم رہے جسے آپ دیوبند سے لے کر نکلے تھے۔ آپ کی آمد پر اکابر علماء دیوبند جامع مسجد دیوبند میں جمع تھے کہ آپ نے پھر انھیں ''حجۃ اللہ البالغہ'' پڑھنے کی تلقین فرمائی۔ اب ایسے شخص کے بارے میں یہ بتلانا کہ وہ نزول عیسیٰ بن مریم جیسے معروف مسئلے میں شاہ ولی

اللہ سے یا علماء دیوبند سے کٹ گئے تھے، کسی صاحبِ انصاف کو زیب نہیں دیتا۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ''الخیرالکثیر'' میں حضرت عیسیٰ بن مریم کے قربِ قیامت میں آنے اور دجال سے معرکہ آراء ہونے کا ایک عجیب نقشہ کھینچا ہے۔ آپ کے ایسے ممتاز معتقد اس میں کیسے آپ سے جدا ہو سکتے تھے۔

اب آیئے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی کتاب ''الخیرالکثیر'' سے ہم اس مسئلے کے بارے میں رہنمائی حاصل کریں۔ ''الخیرالکثیر'' کے ص ۳۹۰ پر آپ دوسری منزل کا آغاز اس عنوان سے کرتے ہیں۔

''منزل القیامۃ الکبریٰ والبعث بعدالموت'' میں آپ لکھتے ہیں:

جب یہود کی سرکشی اور ان کا تمرد وعصیان حد سے تجاوز کر گیا، یہاں تک کہ انھوں نے انبیاء کرام تک کو قتل کیا اور حضرت مسیح کی توہین کی تو ان کی صحف اعمال ان کے مظالم اور بداعمالیوں سے لبریز ہو گئے اور ان کے گناہوں کے اثرات آسمان تک پہنچ گئے۔ اس سے پہلے عاد اور ثمود اور دیگر اقوام طاغیہ کے گناہ آسمان تک فضا پُر کر چکے تھے اور ان کے آثار خصوصی نمایاں ہو چکے تھے۔ اب یہود کی برائیاں ان کے ساتھ مل کر تمام شرور کی ایک وحدت ہوگئی اور ایک ایسے عالم میں ان کا تحقق ہوا جو اس عالم سے کامل تر ہے۔ یہ برائیاں ایک زندہ مجسمہ کی شکل میں نمایاں ہوئیں، جس کا نام اصطلاح شرع میں مسیح ودجال ہے۔ دجال کو شرور کی جانب سے انسلاخ، خواہ کسی جانب سے ہو ارتقاء کا موجب ہوتا ہے۔ چنانچہ برائیاں ظہور کرتی رہیں اور دجال اپنی کاملیت اور تمام کو پہنچ گیا۔ یہاں تک کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور اسم مطلق آپ کے قلب مبارک سے روشن ہوا تو دجال مجبوراً روپوش ہو گیا۔ لیکن جب عہدِ نبوت پر ایک زمانہ گزر گیا اور شرور کی کثرت ہوئی اور برائی کے واقعات بکثرت ظاہر ہونے لگے تو دجال کی شرارتوں میں پھر ترقی شروع ہوئی اور جو برائی دنیا میں ہوتی تھی وہ اس کے ساتھ جا ملتی۔ جس طرح کہ جزئی اپنی کلی سے لاحق ہو جاتی ہے اور جب اس طرح تمام زمین ظلم اور بداعتدالیوں سے لبریز ہو جائے گی اور امتِ مرحومہ کے اکثر لوگ گمراہی میں مبتلا ہوں گے تو اسمِ جامع محمدی اس حالت میں ان کی دستگیری فرمائے گا اور وہ اسم مبارک ایک ایسے شخص پر تجلی فرمائے گا، جن کا نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے موافق ہونے کے علاوہ ان کا حلیہ اور اخلاق بھی آپ کے موافق ہوں گے۔ ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ اس امت کو جو مبتلائے ضلالت ہوگی راہِ راست پر لائے گا اور وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔ اس وقت دجال سے نہیں رہا جائے گا اور وہ الوہیت کا دعویٰ کرے گا اور ہر طرف سے لوگوں کے گمراہ کرنے میں ہمہ تن مصروف ہوگا، جب اس کی یہ کوشش انتہا تک پہنچ جائے گی تو اسم پاک عیسوی اس کے مٹانے پر متوجہ ہوگا۔ اس تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام یہود کی شرارتوں کے لیے بمنزلہ محاق کے تھے اور اسم جامع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسے مزید تقویت حاصل ہوگی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو کر دجال کو قتل کریں گے اور زمین پر حکومت کر کے اپنے اسم جامع کا حق ادا کریں گے۔ اس زمانہ کے

بعد دجال کی روح جو مجموعہ شرور کی وحدت تھی یا جوج ماجوج کی شکل میں ظاہر ہوگی۔ چنانچہ لوگوں کو یہ ہلاک کریں گے اور ان کے اثرات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توجہ سے ختم ہوجائیں گے پھر عیسیٰ علیہ السلام رحلت فرمائیں گے، لوگ پھر برائیوں میں مبتلا ہوجائیں گے، دجال کی روح مطروح ان میں سرایت کرتی جائے گی جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ شراتنا پھیلے گا جس کے بیان کی تقریر وتحریر قوت نہیں رکھتی اسی حالت میں قیامت کا ظہور ہوگا جس سے تمام نظام عالم درہم برہم ہوجائے گا اور کوئی چیز بھی موجودہ نظام کے مطابق نہیں رہے گی۔

اسی طرح زمانہ گزر جائے گا اور پھر اللہ تعالیٰ ایک اور نشاۃ کا آغاز فرمائے گا اور پھر ارواح کو پیش آمدہ معدات کے مطابق اجسام کے ساتھ حاصل ہوگا اور سب کو مبعوث کیا جائے گا۔ قیامت کے قریب لوگوں کو مختلف قسمیں ہوں گی بعض ان میں سے کامل ہوں گی اور انھیں کمال حاصل ہوگا اور بعض ناقص ہوں گے اور ان کا ناقص ہونا بھی درجہ تام میں ہوگا اور یہ اس لیے کہ دجال کا ظہور ہے۔ اور خیر کا ظہور بھی درجہ تام پر ہوگا وہ اس لیے کہ مہدی اور مسیح بھی ظاہر ہوں گے۔ شاہ صاحب کے ان الفاظ پر غور کریں:

'' لان الشر الكامل هنالك للدجال والخير الكامل للمهدى وعيسىٰ عليهما السلام ولذلك يجدهولاء وهولاء و كل فيما هو تلقاء وجهه. ''(الخیر الکثیر ص۳۹۵)

آپ نے المہدی اور عیسیٰ کو تثنیہ کے صیغہ میں سلام بھیجا ہے تاکہ معلوم رہے کہ آپ کے عقیدے میں یہ دو شخصیتیں ہیں مہدی اور عیسیٰ ایک نہیں ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ ایک دوسرے مقام پر یہود پر اس طرح تنقید کرتے ہیں:

ومن ضلالة اولئک انهم يجزمون انه قد قتل عيسىٰ عليه الصلوٰة والسلام وفى الواقع انه وقع اشتباه فى قصته فلمّا رفع الىٰ السماء ظنوا انه قد قتل ويرون هذا الغلط كابراً عن كابر فأزال الله سبحانه هذا الشبهة فى القرآن العظيم فقال وَمَاقَتَلُوْهُ وَمَاصَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ. (الفوز الکبیر، ص۱۱)

ترجمہ: ان کی گمراہی ہے کہ وہ یقین کیے بیٹھے ہیں کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو (سولی پر) قتل کر چکے اور حقیقت یہ ہے کہ انھیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے باب میں ایک اشتباہ واقع ہوگیا ہے۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھالیے گئے تو انھوں نے سمجھا کہ وہ قتل کر دیئے گئے ہیں اور اس غلط بات کو وہ اپنے بڑوں سے اسی طرح سنتے آرہے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے اس شبہے کو زائل کیا اور قرآن پاک میں فرمایا اور انھوں نے انھیں قتل نہیں کیا اور نہ انھیں سولی پر چڑھایا ہے بلکہ وہ ایک اشتباہ میں ڈال دیئے گئے ہیں (کہ ان کی شباہت ان کے ایک حواری پر ڈالی گئی)

پھر آپ ایک اور جگہ قیامت کی علامات کا اس طرح ذکر کرتے ہیں:

وقد ذكر اشراط الساعة من نزول عيسىٰ وخروج الدجال وخروج الدابة وخروج يا جوج

وماجوج ونفخة الصعق ونفخة القيام والحشر والنشر. (ایضاً ص ۱۵)

اور قیامت کی علامات اس طرح ذکر کی گئی ہیں:

(۱) نزول عیسیٰ بن مریم (۲) خروج الدجال (۳) خروج دابۃ الارض (۴) خروج یاجوج وماجوج (۵) بے ہوش کرنے والی پھونک (۶) پھر ہوش میں لانے والی پھونک (۷) پھر سب کا ایک میدان میں جمع ہونا اور پھیلنا

ان تصریحات سے اس موضوع پر حضرت شاہ ولی اللہ کا عقیدہ کھل کر سامنے آتا ہے کہ وہ کس وضاحت سے رفع عیسیٰ بن مریم اور نزول عیسیٰ بن مریم کے قائل تھے اور حضرت مولانا عبیداللہ سندھی بھی ان سے کچھ کسی فاصلے پر نہ تھے۔ آپ اپنی اکیس سالہ جلاوطنی کے بعد وطن واپس آئے تو اپنے محدثین دہلی اور علماء دیوبند سے پھر اپنی اسی وابستگی کا اظہار فرمایا جسے وہ ساتھ لے کر گئے تھے۔

وطن واپسی پر پھر اپنے اساتذہ کے ماحول میں مولانا سندھی نے سالہا سال نئی دنیا کو دیکھا مختلف اطراف کی گرد پیمائی کی مگر دیوبند سے آپ کی عقیدت وہی رہی اور تصوف میں بھی آپ اسی نسبت میں رہے جسے آپ چھوڑ کر ملک بدر ہوئے تھے۔ حالات کے انقلابات آپ کو سرمو اپنے پہلے دینی موقف سے بدظن نہ کر سکے۔ آپ کا وطن واپسی پر یہ بیان آپ کے رسوخ فی العلم کا واضح طور پر پتا دیتا ہے۔ میں نے اپنی طویل اکیس سالہ جلاوطنی میں ایک دنیا کی خاک چھانی مگر مجھے اپنے مرشد (حضرت سید العارفین) جیسا کوئی مرشد اور اپنے استاد (حضرت شیخ الہند جیسا کوئی استاذ نہیں ملا) (ماخوذ ”آثار الاحسان“، جلد ۲)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ مولانا عبیداللہ سندھی کا دینی مسلک اور روحانی مشرب آخر دم تک وہی ایک رہا جو آپ دیوبند سے لے کر نکلے تھے۔ زمانے کے انقلابات نے اس پر شک اور تردد کا کوئی چھینٹا نہیں پھینکا۔

مسافرانِ آخرت

- مجلس احرار اسلام چکڑالہ (ضلع میانوالی) کے ناظم امتیاز حسین کے بہنوئی نذر حسین مرحوم۔ انتقال: ۲۹ر اگست ۲۰۱۵ء۔
- مجلس احرار اسلام ٹب چوہان (رحیم یار خان) کے مخلص کارکن جام محمد یعقوب کی ساس صاحبہ مرحومہ۔ انتقال: ۲۷ر اکتوبر ۲۰۱۵ء۔
- چیچہ وطنی میں خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کے قدیم متعلق اور حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خاص قاری محمد سرور 30 ستمبر کو انتقال فرما گئے، نماز جنازہ مرحوم کے داماد حافظ ظہور الحق نے پڑھائی۔
- چیچہ وطنی جماعت کے سابق صدر محمد افضل خان مرحوم کے برادرِ خورد، خان فیاض احمد خان کے چچا محمد اشرف خان (چک نمبر 15-11 ایل) یکم اکتوبر کو انتقال فرما گئے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ احباب وقارئین دعاءِ مغفرت و ایصالِ ثواب کا اہتمام فرمائیں۔